مباحثہ ومکالمہ

مکاتیب

(۱)

محترم حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   مزاج گرامی؟

میں ایک عرصہ سے ماہنامہ ''الشریعۃ'' کا قاری اور آپ کا عقیدت مند ہوں۔ دینی موضوعات پر ''الشریعۃ'' نے بحث ومذاکرہ کی لائق تحسین روایت قائم کی۔ اللہ کرے یہ جاری وساری رہے۔ البتہ گزشتہ کچھ شماروں میں حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا چراغ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جس طرح بلا جواز تنقید کا نشانہ بنایا گیا، اس سے سخت دلی صدمہ ہوا۔ چوہدری محمد اسلم صاحب کی یادداشتوں پر جس طرح محمد یوسف صاحب ایڈووکیٹ نے خامہ فرسائی کرتے ہوئے تحقیقی مجلّہ کے ۵۶ میں سے ۱۸ صفحات سیاہ کیے ہیں، وہ بھی لائق توجہ اور ''الشریعۃ'' کے شعار ''وحدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا علمبردار'' کے قطعاً مغائر ہے۔

علمی بحث سوچ اور فکر کے دروازے کھولتی ہے۔ یقیناً اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے، لیکن شخصیات اور جماعتوں کے حوالے سے ذاتی عناد کج بحثی کی شکل اختیار کرے اور ''الشریعۃ'' جیسا تحقیقی مجلّہ اس رجحان کی حوصلہ افزائی کرے تو بہرحال اسے ''الشریعۃ'' کے شایان شان نہ سمجھا جائے گا۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

عبدالرشید ترابی

امیر جماعت اسلامی، آزاد جموں وکشمیر

(۲)

محترمی ابوعمار زاہدالراشدی صاحب

السلام علیکم

یہ حقیقت ہے کہ ایسے دینی، علمی اور ادبی رسائل کی تعداد بہت کم ہے جن کا ہر مہینے کے آغاز ہی سے انتظار کی صبر آزما گھڑیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان جرائد میں آپ کا شائع کردہ ''الشریعۃ'' بھی شامل ہے جو کچھ عرصے سے باقاعدگی سے پہنچ رہا ہے۔

''الشریعۃ'' کے تازہ شمارہ بابت اگست ۲۰۱۳ء میں ڈاکٹر محمد تمطریف شہباز ندوی (ڈائرکٹر فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی) کا مضمون بعنوان ''علامہ محمد اسد اور ان کی دینی وعلمی خدمات'' شائع ہوا ہے، جس کی نوعیت تعارفی ہے۔

ممکن ہے، عام قارئین کے لیے یہ مفید ہو،لیکن اس میں چندایسی باتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو وضاحت طلب، تصحیح طلب یا سیاق وسباق کے بغیران کی تفہیم قدرے مشکل ہے۔سطورذیل میں انہی چندامور کی جانب بالاختصارنشاندہی کی گئی ہے۔

سب سے پہلے چندطباعتی اغلاط، یعنی ان کا سال ولادت ۱۹۹۰ءنہیں بلکہ ۱۹۰۰ء ہے اوران کی قومیت آسٹریلیائی نہیں بلکہ آسٹریائی ہے۔ان کے علاوہ چنداوراغلاط بھی پائی جاتی ہیں،لیکن ان سے صرفِ نظرکیا جاسکتا ہے، کیونکہ بالعموم ان کا ذمہ دارناشرہی کوٹھہرایا جاتا ہے۔

۱)مضمون نگارقمطراز ہیں کہ'' علامہ محمداسد پراب تک تھوڑابہت تحقیقی کام سامنے آچکا ہے۔'' اس کے ذیل میں انہوں نے راقم کی دوجلدوں پرمشتمل انگریزی کتاب کا حوالہ دیا ہے، جو۲۰۰۶ءمیں منظرعام پرآئی تھی۔حیرت ہے کہ انہوں نے اس کتاب کوشائع کرنے والی سوسائٹی کا توذکرکردیا ہے،لیکن اس کے مرتب کا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔محمد اسد کی ایک جرمن سوانح کا بھی ذکرکیا ہے، حالانکہ یہ سوانح نہیں بلکہ محمداسد کی ولادت سے سعودی عرب میں ورود (۱۹۲۷ء) تک کے حالات وواقعات کومستند دستاویزات اوراساسی منابع کی بنیاد پرقلمبند کیا گیا ہے۔مزید برآں اسد پرڈاکٹریٹ کے مقالہ خصوصی کا حوالہ دیا گیا ہے،لیکن اس کے مؤلف اورمتعلقہ دانشگاہ کا نام تک نہیں لکھا گیا۔اسی طرح محمداسدکی حیات، خدمات پرایک مختصرسی انگریزی کتاب اورنومسلم جرمن اسکالرمرادہافمان کے روزنامچہ کا حوالہ دیا ہے، لیکن قاری کی سہولت کے لیےان کے ناشرین وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

متذکرہ بالافقرے میں دولفظ'' تھوڑابہت'' استعمال ہوئے ہیں۔اول تویہ الفاظ کسی سنجیدہ تحریرمیں بری طرح کھٹکتے ہیں پھربھی مضمون نگارنے'' تھوڑا'' ذکرتوکردیا ہے۔'' بہت'' کا تذکرہ اجمالاً راقم پیش کردیتا ہے۔یہ درست ہے کہ محمد اسدکی بیشترانگریزی کتب بالخصوص'' شاہراہ مکہ'' اورقرآن کاانگریزی ترجمہ وتفسیرمتعدد باراشاعت پذیرہوچکا ہےاور اب تودنیا کی تقریباً سبھی بڑی زبانوں میں ان کے تراجم بھی چھپ چکے ہیں۔محمداسداپنی تقریباً تمام کتب کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے ناشربھی تھے۔تقسیم سے قبل انہوں نے 'عرفات' کے نام سے اپنا مطبع قائم کیا تھااوریہیں سے'' صحیح بخاری'' کے انگریزی ترجمہ وتشریح کے پانچ حصے طبع ہوئے تھے۔جنگ عظیم دوم کے اختتام پرانہوں نے ڈلہوزی میں قائم کردہ اسی نام کے مطبع سے'' عرفات'' کے نام سے سہ ماہی مجلّہ کے نوشمارے شائع کیے۔بعدمیں انہوں نے دارالجبرالٹر کے نام سے اشاعت گھرکی بنیادرکھی اوراپنی وفات تک ان کی تمام کتابوں کے نئے ایڈیشن اسی مطبع کی جانب سے شائع ہوتے رہے(مع ترامیم واضافات)۔ان کی رحلت کے بعد بالخصوص برصغیرمیں ان کی مقبول ترین کتابوں کی بلااجازت طباعتوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔اوریہ غیرقانونی دھندا کہیں رکنے کا نام نہیں لے رہا۔یہ صورت حال قابل مذمت تو ہے،لیکن یہ ان کی کتابوں کی مقبولیت کا ایک ناقابل تردید ثبوت بھی ہے۔محمداسد کی کتابوں کی مسلسل اشاعت اوران کے تراجم تواتر سے چھپ ہی رہے ہیں،لیکن اس حقیقت سے انکارنہیں کیا جاسکتا کہ ان کے سوانح حیات اوران کی علمی، دینی اورسیاسی خدمات کا محققانہ اورناقدانہ تجزیہ اورغیرجانبدارانہ محاکمہ پرکوئی ڈھب کی تحریرنظرنہیں آتی۔ثقہ قارئین بھی اس کمی کوشدت سے محسوس کرتے تھے۔چنانچہ ان کے پرزوراصرار پرمحمداسدکی حیات وتصانیف پرایک منصوبے کا آغازہوا، جس کے تحت اب تک راقم کی چھ کتابیں (چارانگریزی اوردواردو) زیورطبع سے